WWW.NAFSEISLAM.COM

ریشمی رومال تحریک

راز کس نے فاش کیا تھا؟

تھانوی صاحب کو انگریز حکومت ماہانہ چھ سو روپے کیوں دیتی تھی؟ سبب کیا تھا؟

تفصیل ملاحظہ ہو

مولانا محمد شاہ امروٹی مرحوم کا دم مرگ انکشاف

ستمبر ۱۹۸۷ء کے آخری ایام تھے ایک دن میں مہران کلینک میں زیر علاج ایک عظیم المرتبت ہستی کی عیادت کرنے گیا جو نہ صرف خود تسلی و شرعی حقوق کی جدوجہد میں شریک رہی بلکہ ان کے والد محترم بھی سلطانان عالم کی ایک حق اور سلطانان برصغیر کی آزادی کی جدوجہد میں پیش پیش رہے۔ یہ شخصیت تھی مولانا تاج محمود امروٹی کے فرزند ارجمند اور جمعیت العلمائے اسلام صوبہ سندھ کے سرپرست مولانا محمد شاہ امروٹی۔

یہ ان کی زندگی کے آخری ایام تھے یوں لگتا کہ اس وقت بستر مرگ پر تھے۔ ان سے چلا بھی نہ جاتا تھا لیکن دل و دماغ ابھی تک پہلے کی طرح ہشاش بشاش تھے۔ عیادت کیلئے آنے والے تمام احباب سے نہایت خوش دلی سے مل رہے تھے۔ اس وقت ان کے کمرے میں جمعیت العلمائے اسلام سندھ کے سیکرٹری جنرل قاری شیر افضل، مرکزی آرگنائزنگ سیکرٹری مولانا عبدالرزاق عزیز جو آج کل الوقت ٹرسٹ کے کارکن ہیں، رہنما مولانا جاوید طفیل، مولانا امروٹی کے صاحبزادے، ذاتی ملازمین اور جمعیت کے کئی دوسرے رہنماؤں کے علاوہ بعض دیگر صحافی بھی موجود تھے۔ جو مولانا سے انٹرویو کر رہے تھے۔ یہ انٹرویو جو مولانا محمد شاہ امروٹی بڑی روانی سے مختلف سوالوں کے جوابات دیتے رہے تاہم کئی مواقع پر مولانا عبدالرزاق عزیز نے بھی مولانا امروٹی کی طرف سے وضاحت کی جس پر مولانا نے صاد کیا۔

انٹرویو کے دوران تحریک خلافت کے پروگرام اور ریشمی رومال کا ذکر چلا تو مولانا نے بتایا کہ ریشمی رومال دراصل ایک طرح کا خط تھا جو تحریک کے تمام بڑے عہدیداروں اور جنود ربانیہ کے کمانڈروں تک پہنچایا جاتا۔ اس خط میں تحریک کے صدر حضرت مولانا عبیداللہ سندھی اور جنود ربانیہ کے لیفٹیننٹ جنرل مولانا تاج محمود امروٹی کی طرف سے ایک تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ اس تاریخ سے بیک وقت تمام کیمپوں سے انگریزوں کے خلاف انقلابی کارروائیوں کا آغاز ہونا تھا۔ مگر کچھ لوگوں نے انگریزوں کو اس کی خبر کر دی اور یہ پروگرام ناکام ہو گیا۔

ابتدا میں مولانا محمد شاہ امروٹی نے ریشمی رومال کا راز افشا کرنے والے لوگوں کے نام بتانے سے گریز کیا اور صرف اتنا کہا کہ "وہ ہمارے بزرگ ہی تھے" مگر صحافیوں کے اصرار پر آخر انہوں نے یہ راز افشا کر ہی دیا اور ان بزرگوں کے نام بھی بتا دیئے۔ لیکن بعد میں جب مولانا کا یہ انٹرویو شائع ہوا تو اس میں یہ نام ظاہر نہیں کئے گئے۔ مولانا کی جانب سے ان ناموں کا انکشاف یقیناً منظر عام پر لانے کا متقاضی ہے تاکہ تاریخ کا ریکارڈ درست ہو سکے۔ لیکن اس سے پہلے تحریک خلافت اور ریشمی رومال کا کچھ تذکرہ ضروری ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی جدوجہد آزادی اور دنیا بھر کے مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی کی جدوجہد میں دارالعلوم دیوبند کے علماء کا کردار نہایت اہم ہے۔ جن میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا تاج محمود امروٹی، میاں غلام محمد اور شیخ عبدالرحیم کے ساتھ تھانوی خانوادے کے اکابرین بھی شامل ہیں۔ تحریک احیائے خلافت عثمانیہ ہو یا ترک موالات کی تحریک، شدھی تحریک کی مزاحمت ہو یا تحریک آزادی کی جدوجہد، آزادی کی تاریخ کا باب ان کے تذکرے کے بغیر بے معنی ہے۔

مسلمانوں نے جب محسوس کیا کہ انگریز حکمران ہندوؤں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے مسلمانوں کو زندگی کے ہر میدان میں پسماندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ خلافت ترکیہ (عثمانیہ) کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں اور مسلمان اپنے سیاسی مرکز سے محروم ہو رہے ہیں تو قوم کے درد مندوں نے جن میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن کا نام

انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی اور مولانا تاج محمود امروٹی پیش پیش تھے۔ افغانستان کے حکمران امان اللہ خان سے رابطہ کر کے اسے اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ وہ سرزمین ہند کے حریت پسند مسلمانوں کو حربی امداد بہم پہنچائے اور ہجرت کر کے آنے والے مسلمانوں کو افغانستان میں قبول کرے۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی ہدایات پر کام کرنے والی اس تحریک کے صدر مولانا سندھی نے انگریز سامراج سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے روسی رہنما لینن سے بھی ملاقات کی اور تعاون طلب کیا۔ تحریک خلافت کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے ایک فوج بھی تشکیل دی گئی جسے جنود ربانیہ کا نام دیا گیا اور مولانا تاج محمود امروٹی اس کے لیفٹیننٹ جنرل کمانڈر انچیف مقرر ہوئے۔ دوسری طرف سیاسی سطح پر ہندوستان بھر میں خلافت کانفرنسیں منعقد کی گئیں جو حکمرانوں کی معاندانہ کارروائیوں اور طرح طرح کی پابندیوں کے باوجود بہت کامیاب رہیں۔ بمبئی، حیدر آباد، لاڑکانہ اور جیکب آباد کی خلافت کانفرنسیں خصوصاً تاریخی اہمیت کی حامل تھیں۔

اس دوران انگریزوں نے سعودی عرب کے حکمران کو اپنے ساتھ ملا لیا اور مختلف دوسرے ہتھکنڈوں سے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن ہندوستان میں خلافت تحریک جاری رہی اور اس کا مقصد ملک کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانا قرار پایا۔ جنود ربانیہ کی تشکیل کے بعد مولانا عبیداللہ سندھی نے دین پور، امروٹ اور حیدر آباد کے چند دیگر ساتھیوں کے ساتھ افغانستان تک سفر کیا۔ کیمپوں کیلئے مختلف مقامات مقرر کئے گئے۔ جنود ربانیہ کو رسد کی فراہمی اور مہاجرین کو افغانستان تک پہنچانے کیلئے راستے متعین کئے گئے۔ کابل میں مہاجرین کی آباد کاری اور سندھ سے ان کی روانگی وغیرہ کے تمام تر انتظامات مولانا تاج محمود امروٹی کے ہاتھ میں تھے۔ سو خندہ سے مسلمانوں کا پہلا قافلہ جان محمد جونیجو کی قیادت میں کابل گیا جس میں کھوسو قبیلوں کا تقریباً پورا قبیلہ اور بعض دیگر قبائل اور برادریوں کے افراد شامل تھے۔ بعد سے مہاجرین کے واسطے پشاور کیلئے ایک خصوصی ٹرین کا اہتمام کیا گیا لیکن انگریز حکومت کو اس ہجرت کے اصل مقاصد کا پتہ چل گیا اور یہ اسپیشل ٹرین نہ چلنے دی گئی۔ اس طرح دوسرا قافلہ کابل نہ جا سکا۔ اس سلسلے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ افغان حکمران امان اللہ خان اندر سے انگریزوں کا خیر خواہ تھا اور اس نے الف سے ی تک تمام معاملہ انگریزوں کو بتا دیا تھا۔

اس تحریک کے دوران تمام تر خفیہ پیغام رسانی کاغذ کی بجائے ریشمی رومالوں کے ذریعے ہوتی تھی۔ پیغام کو خفیہ اشاروں میں رومال پر ریشم سے کاڑھ دیا جاتا تھا اور پھر پیغام رساں کی صدری کے اندر سی دیا جاتا تھا تاکہ تلاشی ہو تو پکڑا نہ جا سکے۔ اسی باعث یہ تحریک "ریشمی رومال کی تحریک" کے نام سے معروف ہوئی۔ بہرحال انقلاب لانے کیلئے انتظامات مکمل کرنے کے بعد تحریک کے بڑوں کی طرف سے ایک تاریخ مقرر کر دی گئی اور اسی تاریخ سے ملک کے اندر اور باہر سے انگریزوں کے خلاف بیک وقت مسلح کارروائیوں کا آغاز ہونا تھا۔ یہ "تاریخ" کوڈ الفاظ میں ایک ریشمی رومال پر کاڑھ دی گئی اور اس رومال کو دین پور شریف پہنچا دیا گیا۔ یہی وہ وقت تھا جب انگریزوں کو اس پروگرام کی خبر ہو گئی اور انہوں نے ثبوت کی برآمدگی کیلئے دین پور میں مولانا عبیداللہ سندھی کی اقامت گاہ پر چھاپہ مارا مگر مولانا سندھی نے رومال برتنوں کے ڈھیر میں ڈال دیا اور چھاپہ مار پارٹی کی اس طرف توجہ ہی نہیں گئی۔ پھر امروٹ شریف میں مولانا تاج محمود امروٹی کے ہاں چھاپہ پڑا مگر رومال یہاں سے نکل چکا تھا۔ لیکن تیسرے چھاپے میں انگریزوں کو ناکام نہیں لوٹنا پڑا اور ریشمی رومال جو اس وقت حیدر آباد میں بھارت کے پہلے مسلمان صدر جناب ذاکر حسین کے بھائی شیخ عبدالرحیم کے پاس پہنچ چکا تھا۔ پکڑا گیا۔ پھر گرفتاریاں شروع ہوئیں اور انقلاب کیلئے جنود ربانیہ کا پروگرام سبوتاژ ہو گیا۔

مولانا عبیداللہ سندھی نے انگریز سامراج سے چھٹکارا پانے کیلئے روسی رہنما لینن سے تعاون طلب کیا

اپنے انٹرویو میں مولانا محمد شاہ امروٹی نے دل گرفتہ ہو کر بتایا کہ انگریزوں کو ریشمی رومال کے اس سفر کی اطلاعات لمحہ بہ لمحہ مل رہی تھیں اور یہ لنکا گھر کے ایک بھیدی نے ڈھائی تھی۔ اور یہ تھے مولانا اشرف علی تھانوی۔ مولانا امروٹی کے بقول مولانا تھانوی کہتے تھے کہ انگریزوں کے خلاف جہاد نہ کیا جائے بلکہ ان کی سرپرستی میں رہ کر مسلمانوں کیلئے فوائد حاصل کئے جائیں۔ وہ چونکہ دارالعلوم دیوبند کے اکابرین میں سے تھے اس لئے انہیں تحریک خلافت اور جنود ربانیہ کے تمام پروگراموں سے آگاہی رہتی تھی۔ انہوں نے ریشمی رومال کی حقیقت اور انقلابی کارروائیوں کیلئے طے کردہ تاریخ سے اپنے گھر والوں کو آگاہ کر دیا اور ان کے بھائی نے جو انٹیلی جنس کے ایک اعلیٰ افسر تھے پورے قصے سے انتظامیہ کو خبردار کر دیا۔

مولانا محمد شاہ امروٹی کو پیری اور ضعف کے سبب مولانا اشرف علی تھانوی کے اس بھائی کا نام یاد نہیں رہا تھا اس لئے ہم نے مولانا ارشاد الحق تھانوی سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور مولانا اشرف علی تھانوی کے "برادران" کے بارے میں معلومات چاہیں۔ جس پر انہوں نے بتایا کہ مولانا کے صرف ایک بھائی تھے جن کا نام مظہر علی تھا اور وہ ہندوستان میں برطانوی سرکار کے ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ یعنی سی آئی ڈی کے افسر اعلیٰ تھے۔ انہوں نے تقسیم ہند سے پہلے ہی ریٹائرمنٹ لے لی تھی اور حج پر چلے گئے تھے جہاں سے واپس آنے کے بعد ۱۹۵۰ء میں انتقال کر گئے۔ مولانا اشرف علی تھانوی اور مظہر علی کی مائیں الگ الگ تھیں۔ مظہر علی کی والدہ کے بطن سے ایک بچی بھی تھی جس کی شادی مولانا ظہور الحق تھانوی سے ہوئی۔ اور اسی بطن سے مولانا ارشاد الحق تھانوی اور مولانا احتشام الحق تھانوی پیدا ہوئے۔

اگرچہ ہندوستان میں وقتاً فوقتاً اٹھنے والی آزادی کی تحریکوں

مکالمۃ الصدرین

صدر جمعیۃ علماء اسلام اور صدر جمعیۃ علماء ہند

و دیگر ارکان جمعیۃ علماء ہند کا وہ سیاسی مکالمہ

جو مسائل معلومہ کے متعلق باہم ہوا

جس نے

موجودہ مسائل کے اختلافی پہلو ایسے روشن کر دیئے کہ

کسی تاویل و حیلہ کی گنجائش نہیں رہی

باہتمام [illegible] دیوبندی

دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور

صفحہ ۹، ۱۰ کی مطلوبہ عبارت کا عکس

دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہیں تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے۔ مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ ان کو اس کا شبہ بھی نہ گذرتا تھا۔ اب اسی طرح اگر حکومت مجھے یا کسی شخص کو استعمال کرے مگر اس کو یہ علم نہ ہو کہ اسے استعمال کیا جا رہا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ شرعاً اس میں ماخوذ نہیں ہو سکتا۔

دارالعلوم دیوبند معاون سرکار ہے

(انگریز ایجنٹ کی خفیہ رپورٹ)

پروفیسر محمد ایوب قادری کی تصنیف "مولانا محمد احسن نانوتوی" کے ایک صفحہ کا عکس

دارالعلوم کی تعمیر حضرت حاجی صاحب سے ... [illegible] ... چونکہ تعمیر کا سال [illegible] ہی شروع ہوا اس لئے [illegible] کو آغاز تعمیر قرار دیا گیا ہے۔

اس مدرسے پر مانیر پامر کی بھی نظر پڑی [illegible] بروز یکشنبہ لفٹنٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں:

"جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار ہے یہاں کے تعلیم یافتہ لوگ ویسے آزاد اور نیک چلن ہیں کہ ایک کو دوسرے سے کچھ واسطہ نہیں کوئی فن ضروری ایسا نہیں جو یہاں تعلیم نہ ہوتا ہو صاحب مسلمانوں کے لئے تو اس سے بہتر کوئی تعلیم اور تعلیم گاہ نہیں ہو سکتی اور میں تو یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ غیر مسلم بھی یہاں [illegible]"

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزایکسیلنسی وائسرائے پر حملہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

القاسم

علمی - مذہبی - اخلاقی - تمدنی - تاریخی - ماہوار رسالہ

نمبر ۶ | بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ | جلد ۳

خاکسار حبیب الرحمن مدیر رسالہ

کے اہتمام سے

مدرسہ اسلامیہ عربیہ دیوبند نے شائع کیا

مطبع قاسمی مدرسہ عالیہ عربی دیوبند میں باہتمام [illegible] چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

میں تو اپنا منہ ادھر سے ہٹ کر ایک خدا کی طرف لگ گیا ہوں جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں

الہدیٰ

جلد ۷ | بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۲۸ھ | نمبر ۷

باب التفسیر

اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۝

(ترجمہ) بیشک تیرا رب بہتر جانتا ہے اس شخص کو جو اس کے راستے سے بھٹکا ہوا ہے اور بہتر جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو

(تفسیر) گذشتہ سطور میں ہم لکھ آئے ہیں کہ کفار حضور علیہ السلام کو مجنون کہا کرتے جس پر ہم نے ان کے اس خیال باطل کو رد کیا اور بجائے مجنون ہونے کے حضور علیہ السلام کو جمیع اخلاق اور امور و کرامات ثابت کیا اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے کہ صراط مستقیم سے کون دور پڑا ہے۔ ہدایت یافتہ کون لوگ ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ ہمارا رسول اور آپ کے متبعین راہ راست پر ہیں اور تم لوگ حق سے ہٹ کر بادیۂ ضلالت میں سرگردان پھر رہے ہو۔ اور اس آیت میں اشارہ ہے کہ مجنون درحقیقت وہ لوگ ہوتے ہیں جو بسبب محبت دنیا کے معصیت میں گرفتار ہوں نہ وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں سے صرف بقدر ضرورت پہ قناعت کرکے اپنے مولیٰ سے قطع تعلق نہ کیا جن کی طرف بالآخر سب کا مآل ہے۔

فَلَا تُطِعِ الْمُکَذِّبِیْنَ

سورۃ [illegible]

کفار ہمیشہ اس امر کی خواہش کیا کرتے کہ اگر جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]

مخلص خالص الاعتقاد مسلمان کو اپنے مقاصد کی تکمیل میں ہم خیال بنانے اور پیدا کرنے کی خاطر۔ ورنہ عملی طور پر نہ تو انہیں دینی حمایت مطلوب ہے اور نہ وہ ان کو ضروری سمجھتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ اس گئے گذرے زمانہ میں مدرسہ عالیہ دیوبند کا وجود تشنہ لبوں کے لیے چشمۂ فیض ربانی کا کام دے رہا ہے اور سچ پوچھو اس کی بنیاد ایسے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی تھی جنہیں بجز اخلاص حرکت کرنا حرام تھا کاش مسلمان اس سرچشمہ کے آب زلال سے سیراب ہونے کی خواہش ظاہر کریں سال گذشتہ میں وہاں کے سرگرم ممبران کی صوابدید سے جمعیۃ الانصار کا سلسلہ جاری ہوا ہے جس کا وجود ابر رحمت سے کم نہیں۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ مفصل قواعد کی ایک کاپی مہتمم مدرسہ سے طلب کر کے جمعیۃ الانصار کی ممبری قبول کرے۔ ذیل میں مفصل قواعد کے ضمیمہ کی نقل دی جاتی ہے جس سے بقدر ضرورت اس مبارک مجلس کی ضرورت اور عظمت کا ناظرین کو علم ہو سکتا ہے۔ (ایڈیٹر)

ضمیمہ قواعد و مقاصد۔ الانصار دیوبند

(۴) جمعیۃ گورنمنٹ انگلشیہ کی (جس کے ظل عاطفت میں ہم نہایت آزادی کے ساتھ مذہبی فرائض ادا کرتے ہیں۔ اور مذہبی تعلیم کی ترقی کے لئے ہر قسم کی کوشش کر سکتے ہیں) پوری وفادار رہیگی۔ اور اثار گستاخانہ کوششوں کے قلع و قمع میں اپنے اثر سے پورا کام لیگی۔

(۵) جمعیۃ اپنے فرائض (یعنی مدرسہ کی تعلیمی۔ انتظامی۔ مالی ترقی) کی تعیین و تشخیص کے لئے پانچ شعبے قرار دیتی ہے۔ (الف) تکمیل التعلیم (ب) نظام التعلیم (ج) الارشاد (د) التالیف والاشاعۃ (ہ) جلسہ علمیہ۔

(۶) جمعیۃ الانصار کے شعبہ تکمیل التعلیم کا فرض ہوگا کہ مدرسہ عالیہ دیوبند کے موجودہ نصاب ختم کرنے والے حضرات کے لئے جو درجہ تکمیل کھولا جاتا ہے اس کی ضروریات مہیا کرے۔

تشریح

درجہ تکمیل میں حضرت مولانا محمد قاسم قدس اللہ سرہ العزیز کی تالیفات